معروف معالجاتی اقسام کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Prevailing Practice of Medication in the Light of Islamic Teachings

*ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

**ضیاء الرحمان

Abstract

Kindness is the attribute of Almighty Allah, which is mentioned many times in the Holy Quran. Prompt relief a disease is also an aspect of the kindness of almighty Allah. Treating an ill person is appreciated and preferred significantly in Islam. This article discusses the Islamic jurisdiction of the various forms of treatment and medication, prevailing in the society. Prior to the juristic discourse, the paper gives detail of the medications including the verdicts of renowned scholars along with their parameters and valuable .

Cure and timely is concern of every individual of the society. It is obviously significant to educate the masses about the nature and various religious issues regarding medication practices with regard to teachings of Islam.

Keywords: Medication, Jurisprudence, Healing, Disease, Significant.

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

**ٹیچنگ اسسٹنٹ، باچاخان یونیورسٹی، چارسدہ

انسان کی صحت اخلاط اربعہ کے توازن اور حرارت وبرودت اور رطوبت ویبوست کے اعتدال سے قائم ہے ان اخلاط اور کیفیات اور کیفیت میں اگر خلط آجائے تو انسان کا مزاج فاسد اور اس کی صحت بگڑ جاتی ہے۔ صحت کی بحالی کے لئے ہر میں سے کسی خلط کیفیت کو اس کی اصل حال کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور اسی عمل کو عرف میں علاج معالجہ سے تعبیر کرتے ہیں۔[1]

تغیّر زمانہ کے ساتھ طب میں بہت ترقی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے بحیثیت مسلمان اس بات کی فکر کی ضرورت ہے کہ علاج کرانے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور معروف معالجاتی طریقوں کو اپناتے ہوئے کن اُمور کو مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے؟ زیرِ نظر مقالہ میں انہیں پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گی۔

علاج کی تعریف اور توضیح لغوی معنٰی:

Medical کا انگریزی میں ترجمہ " علاج عربی لغت کا لفظ ہے جو کہ ثلاثی مجرد کے باب سے مشتق ہے۔ اس "Treatment" یا "Therapy"[2] سے کیا جاتا ہے[3]۔ معروف عربی لغت "معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ" میں علاج کے مندرجہ ذیل لغوی معانی ذکر کیئے گئے ہیں:

"عالجَ يعالج، معالجةً وعِلاجًا، فهو مُعالِج، والمفعول مُعالَج عالج المريضَ: داواه "عالج العطلَ: بحث عنه وأصلحه عالج المشكلة: بحث عن أخطائها وصحَّحها۔"[4]

"علاج عالج کا مصدر ہے اور اس کا معنٰی دوا کرنے کے ہیں اور اس کا استعمال کسی مشکل کا حل تلاش کرنے یا کسی کام کی اصلاح کے لئے بھی ہوتا ہے"۔

عربی لغت میں علاج کے لئے "طب" اور "تداوی" جیسے الفاظ کا بھی استعمال اسی معنٰی میں ہوتا ہے۔[5] مزید برآں "لسان العرب" میں طب کے ذیل میں لکھا گیا ہے:

"الطب: علاج الجسم والنفس. رجل طب وطبيب: عالم بالطب؛ تقول: ما كنت طبيبا، ولقد طببت، بالكسر والمتطبب: الذي يتعاطى علم الطب. ولغتان في الطب.[6] "

"طب جسمانی یا روحانی بیماری کا علاج کرنے کو کہا جاتا ہے اور طبیب اس آدمی کو کہا جاتا ہے جو علاج کرتا ہے یا طب کا علم جانتا ہے"

تاج العروس میں علاج کے ضمن میں اس کے لغوی معنٰی پر اس انداز میں بحث کی گئی ہے:

"علج: العلج، بالكسر: العير الوحشي إذا سمن و قوي و يقال: هو حمارالوحش السمين القوي، لاستعلاج خلقه وغلظه. عن أبي العميثل الأعرابي. العلج: الرجل من كفار العجم، والقوي الضخم منهم۔"[7]

"عِلج موٹے تازے جانور کو کہا جاتا ہے یا بطور اطلاق گدھے کو بھی اس کے مضبوط اور تندرست جسم کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عجم سے تعلق رکھنے والے اچھی صحت کے مالک غیر مسلم کے لئے بھی یہ لفظ مستعمل ہے"۔

اسی طرح ایک لفظ ''معالجہ'' بھی ہے جو کہ باب مفاعلہ سے مصدر ہے اور اس کے حروف اصلی بھی (ع-ل-ج) ہی ہیں، کبھی کبھار ان دونوں کو ایک ساتھ یعنی مرکب بھی لایا جاتا ہے جیسا کہ 'علاج معالجہ' لفظ معروف ہے[8]۔ اس کا مطلب بھی وہی ہے جو علاج کا بیان کیا گیا یعنی دوا دارو کرنا اور بیماری کو دور کرنے کی کوشش کرنا۔

اصطلاحی معنیٰ:

لفظ علاج کی کئی اصطلاحی تعریفات کی گئی ہیں جن کے الفاظ تو مختلف ہیں مگر معانی سب کے لگ بھگ ایک ہیں، جیسا کہ ذیل سے واضح ہوتا ہے۔

علاج کا اصطلاحی استعمال (اردو میں):

لفظ علاج اب عربی میں بہت کم جب کہ اردو زبان میں کثیر الاستعمال ہے۔ لغاتِ اردو میں اسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے اس کے 3 معانی زیادہ معروف ہیں جن میں دو معانی حقیقی اور ایک مجازی ہے۔

حقیقی معانی:

(ا) دوا دارو کرنا، معالجہ اور تدبیر یا کسی خرابی یا دشواری کو رفع کرنے کا عمل، (ب) تدارک یا روک[9]۔

مجازی معنیٰ:

سزا، پاداش، تعزیر، کسی کا مزاج درست کرنے کا عمل[10]۔

اس کے مترادفات میں روک (ہندی میں)، دارو (فارسی میں)، چارہ، دوا اور تدبیر وغیرہ شامل ہیں جو کم و بیش اسی معنیٰ میں مستعمل ہیں[11]۔

علاج کا اصطلاحی استعمال (عربی میں):

طب کی اولین کتب میں شامل ابن سینا (المتوفی: 428ھ) کی معروف کتاب ''القانون فی الطب'' میں اس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"هو علم يتعرف منه أحوال بدن الإنسان من جهة ما يصح و يزول عن الصحة؛ليحفظ الصحة حاصلة،ويستردها زائلة" [12]۔

''طب وہ علم ہے جس کے ذریعے انسانی بدن کے احوال کو صحت اور زوالِ صحت کے اعتبار سے جانا جاتا ہے تاکہ اس کی صحت کی حفاظت کی جاسکے اور زائل شدہ کو واپس لایا جاسکے''۔

علامہ ابوالفیض الزبیدی (المتوفی: 1205ھ) تاج العروس میں طب کی اصطلاحی تعریف میں فرماتے ہیں:

''علم و فن يتعلق بالمحافظة على الصحة والوقاية من الأمراض وتخفيفها وعلاجها'' [13]۔

''وہ علم ہے جس کا تعلق صحت کی حفاظت اور امراض سے بچاؤ سے ہے''۔

موسوعۃ الفقہ الطبي میں طب کے اصطلاحی معنٰی کے بارے میں لکھا گیا ہے:

"الكشف عن مسببات المرض العضوي، أو النفسي، وتعاطي الدواء المناسب لتخليص المريض من مرضه، أوتخفيف حدته، أو الوقاية منه".[14]

"کسی بھی جسمانی یا نفسیاتی بیماری کو دریافت کر کے اس کے مناسب دوا دینا تاکہ مریض کو اس بیماری سے شفا مل جائے، اس بیماری کی شدّت کم ہو جائے یا اس بیماری کے آنے سے قبل ہی اس کا سد باب کیا جائے"

محمد رواس قلعجي اپنی کتاب معجم لغۃ الفقہاء میں طب کے اصطلاحی معنٰی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

استعمال ما يكون به شفاء المرض بإذن الله تعالى من عقار، أو رقية، أو علاج طبيعي، كالتمسيد ونحوه".[15]

کسی بھی ایسی چیز کا استعمال کرنا علاج (طب) کہلاتا ہے جس کے سبب سے من جانب اللہ بیماری سے نجات مل جائے چاہے وہ طریقہ دوائی لینا ہو، دم کرنا یا مساج کرانا ہو"۔

سلسلۃ اعلام المسلمین میں عبد الغنی باقر طب کا اصطلاحی معنٰی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

المرض هو خروج الجسم عن المجرى الطبيعي، والمداواة رد إليه ، ورده يكون بالموافق من الأدوية المضادة للمرض"[16]۔

"جسم کے اپنی طبعی حالت سے نکل جانے کو مرض کہتے ہیں اور علاج اس کے توڑ کا نام ہے، اور یہ علاج ایسی مناسب دوا سے ہو جو بیماری کے خلاف عمل کرے"۔

Collins English Dictionary: میں علاج کی تعریف یوں کی گئی ہے

The act, manner, or method of handling or dealing with someone or something".[17]

"کسی عمل، انداز، یا طریقہ سے کسی شخص یا کسی چیز کے ساتھ نمٹنا یا اس کے ساتھ معاملہ کرنا"۔

Miller-Keane Encyclopedia and Dictionary of اصطلاحات طب کی معروف کتاب Medicine, Nursing, and Allied Health "میں علاج کا اصطلاحی معنٰی اس طرح بیان کیا گیا ہے

"The use of an agent, procedure, or regimen, such as a drug, surgery, or exercise in an attempt to cure or mitigate a disease, condition, or injury".[18]

طریقہ کار بطور یا ورزش وغیرہ کو ، سرجری، میں دوا کم کرنے کی کوشش کو ٹھیک کرنے یا "کسی بیماری یا چوٹ استعمال کرنا"۔

اس کے علاوہ بھی علاج کی بہت سی تعریفات کی گئی ہیں تاہم اس بات میں کوئی اخفاء نہیں کہ مذکورہ تمام معانی کا مطلب ومفہوم کم وبیش ایک ہی ہے اور ان میں صرف الفاظ الگ الگ ہیں۔

علاج کی اقسام

دنیا میں علاج کے بہت سے طریقے دریافت کئے گئے جو وقت کے ساتھ ساتھ انسانی تجربات اور ترقیات کے تحت وجود میں آئے، موجودہ زمانے میں علاج کے بہت سے طریقے موجود ہیں، جیسے ایلوپیتھی، یونانی، آیورویدی، ہومیوپیتھی، ایکوپنکچر (سوئیوں کے ذریعہ علاج)، پچھنے لگوانا (Cupping Therapy):۔ جن میں فی الوقت تین طریقہ علاج زیادہ مشہور ہیں

- طب یونانی (Unani Medicine)
- ایلوپیتھی (Allopathy)
- ہومیوپیتھی (Homeopathy)

مذکورہ تینوں طریقہ ہائے علاج کی وضاحت قدرے اختصار کے ساتھ درج ذیل ہے:

الف: طب یونانی [Unani Medicine]

طب یونانی ملک یونان کی طرف منسوب ایک عربی اصطلاح ہے۔[19] اس کو 460-377 قبل مسیح میں قدیم یونان کے علاقے میں طب کے ایک نظام کے طور پر وضع کیا گیا جس کو یونانی نظام کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس سے قبل علاج کو ایک جادو مانا جاتا تھا بنیاد بننے والے اصولوں کو ایک مضبوط مقام دیا۔ انہوں نے علاج کو جادوگری اور جادو کے دائرے سے نکالا اور اس کو ایک مستقل سائنس کی حیثیت سے الگ پہچان دی۔ اسی لئے بقراط کو "طب کا باپ"[20] لقب دیا گیا۔ بقراط کے بارے میں یہ یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے پہلے سے موجود علم میں بے پناہ اضافہ، نئے خیالات وتصورات شامل کیے اور اصلاحات کر کے اس کو اس مقام تک پہنچایا جہاں سے آنے والے زمانوں میں طب کے میدان میں تحقیق اور ترقی کی بنیادیں فراہم ہوئیں۔

یونانی علاج کا آغاز کرنے والوں اور اس کی بنیاد رکھنے والوں میں بقراط کے ساتھ جالینوس (متوفی 201ء) کا نام بھی سرفہرست ہے۔[21] انہوں نے قدیم یونانی نظریات کو ایک شفاف شکل دی اور اس کو عملی طور پر سمجھنے کی کوششیں کیں، مثلاً انہوں نے جانوروں پر تجربات کیے اور گردوں، اعصاب اور خون کی دل میں گردش کے بارے میں اپنے نظریات پیش کیے[22]۔ یوں بعد میں آنے والے طبیبوں کے واسطے ایک واضح راستہ بنادیا۔

ب: ایلوپیتھی [Allopathy]

موجودہ دور کا سب سے مقبول سلسلہ ایلوپیتھک علاج کا ہے اور اسے سائنس اور ٹیکنالوجی کا نچوڑ سمجھا جاتا ہے۔ اس طب میں خاصی بڑی تعداد میں مفید ادویات بھی موجود ہیں جو مہلک جراثیم ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ایلوپیتھک

"Allos" (یعنی دیگر یا علاوہ) اور "Patheia یا مخالف" (بیماری کے مخالف یا "یعنی بیماری) سے مل کر بنا ہے جس کے معنیٰ ہوئے" بیماری کے علاوہ"[23]۔ اس کی تعریف یوں ہے" Treatment of disease by remedies that produce effects opposite to the symptoms[24] "یعنی" ایسا طریقہ ءعلاج جس میں کسی بیماری کی علامات کے مخالف اثرات پیدا کر کے اس کا علاج کیا جاتا ہے"۔ اسی وجہ سے اس کو" معالجہ اخلافیہ" بھی کہا جاتا ہے۔

لفظ Allopathy کا استعمال سب سے پہلے ہومیو پیتھک کے بانی ڈاکٹر سیموئیل ہانی مَن نے 1810ء میں کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ اپنے طریقۂ علاج یعنی معالجہ ءمثلیہ[25] اس طریقہ ءعلاج کے لئے دوسرے تمام طریقہ معالجات سے جدا شناخت دی جائے[26]۔ 19 ویں صدی کے اوائل میں یورپ اور امریکہ دونوں جگہ اس طریقہ علاج کو اپنایا گیا جہاں اس سے قبل "Heroic Medicine"[27] سے لوگ علاج کرتے تھے جیسے خون نکالنا یا آنتوں کو صاف کرنا۔ اس کو علاج کا تکلیف دہ طریقہ سمجھا جاتا تھا۔

پہلے شاید علاج کی اس تقسیم میں ایلوپیتھک کو معالجہ اخلافیہ کہہ کر ہومیوپیتھک (معالجہ مثلیہ) سے الگ کرنا درست ہو لیکن آج کل یہ تقسیم زیادہ پر اثر نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایلوپیتھک میں بھی بہت سے ایسے طریقہ کار آچکے ہیں جن میں بیماری کا علاج، علاج بالمثل سے ہی کیا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال ویکسین ہے جسے جسم میں داخل کرنے پر جسم کی قوت مدافعت بڑھ جاتی ہے اور جسم میں داخل ہونے پر کوئی بیماری پیدا نہیں ہوتی کیونکہ اسی سے بنائی گئی ویکسین اسی کے خلاف جسم میں قوت مدافعت پیدا کر چکا ہوتا ہے۔ اس کی افادیت بھی مسلم ہے جس کی سب سے بڑی مثال موجودہ دور میں پولیو ویکسین ہے[28]۔

ث: ہومیو پیتھی [Homeopathy]

ہومیو پیتھک دو الفاظ "Homoios" اور "Patheia" سے مل کر بنا ہے۔ Homoios کا مطلب ہے "کسی جیسا ہونا" اور Patheia کا مطلب ہے "بیماری"۔ اس میں امراض کے علاج میں ایسے ادویاتی نسخے استعمال کیے جاتے ہیں کہ جن کی زیادہ مقدار عام افراد میں وہی مرض پیدا کرتا ہے جس کے علاج کے لیے وہ نسخہ ہو۔ یعنی جس بیماری کے علاج کے لئے دوا کم مقدار میں دی جاتی ہے یہی دوا اگر زیادہ مقدار میں دی جائے تو یہ دوا اس مرض کا باعث بھی بن سکتی ہے اسی لیے اس کو Like اور اردو میں معالجہ مثلیہ یا "بالمثل طریقہ علاج" بھی کہا جاتا ہے[29]۔

ہومیو پیتھک کی قدیم ترین تاریخ دیکھی جائے تو ڈھائی ہزار سال قبل از مسیح یعنی پانچویں صدی (۴۰۰ سے ۴۷۰ ق م) میں ایک بقراط (نام Hippocrates) کا ملتا ہے۔ جسے بابائے طب کہا جاتا ہے۔ انہوں نے لکھا تھا کہ صحت پانے کے دو طریقے ہیں۔ ایک "بالضد" اور دوسرا "بالمثل" ہے[30]۔ یہ علاج بالمثل ہی ہومیو پیتھی ہے۔ اُس نے تنبیہ کی کہ مرض کی قدرتی علامات کی پیروی کرو، نہ کہ مخالفت۔ اُس نے علاجِ بالمثل پر ایک مدلل کتاب لکھی[31]۔

عصرِ حاضر میں ہومیو پیتھی کے بانی سیموئیل ہانی مَن "Samuel Hahnemann "[32] ہیں، جنہوں نے سالہا سال کی تحقیق و جستجو کے بعد اس طریقہء علاج کو دریافت کیا۔ سیموئیل ہانی مَن بذات خود ایلوپیتھک ڈاکٹر تھے ان کی بیٹی بیمار ہوئی جس کا انگریزی دواؤں کے ذریعے علاج کیا گیا تاہم دواؤں کے مضر اثرات (Side Effect) کے باعث ان کی اکلوتی بیٹی کا انتقال ہو گیا۔ تب وہ ایلوپیتھک طریقہ علاج کو خیر باد کہہ کر ہومیو طریقہ علاج دریافت کرنے میں کامیاب ہوئے۔

سیموئیل ہانی مَن کو چودہ مختلف زبانوں پہ عبور حاصل تھا جب اس نے ایلوپیتھک طریقہ علاج کو چھوڑا تو اپنا گھر چلانے کے لئے مختلف کتابوں کے ترجمے کرنا شروع کر دیئے۔ 'سنکونا' (Cinchona) (ایک خاص قسم کی جڑی جسے کونین بھی کہا جاتا ہے) بوٹی ہے جو ملیریا کی بیماری میں بطور دوا استعمال ہوتی ہے) کے مطالعہ سے اسے ایک نئی راہ ملی بلکہ ہومیو پیتھی دریافت کرنے میں آسانی پیدا ہوئی۔[33] مزید تحقیق کے بعد سیموئیل ہانی مَن نے دنیا کے سامنے کونین کا نیا فلسفہ پیش کیا اور بتایا کہ: "کونین کو بخار اتارنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کونین تندرستی کی حالت میں کھائی جائے تو بخار پیدا بھی کرتی ہے"۔ یہی علاج بالمثل کا آغاز تھا اور اسکے بعد ہومیو پیتھک ادویات کی تیاری اور تحقیق کا عمل شروع ہو گیا۔

ہومیو پیتھی کی ابتداء 1790ء کی دہائی میں جرمنی میں ہوئی پھر فرانس اور برطانیہ پہنچی۔ 19ویں صدی میں ہومیو پیتھی کو سب سے زیادہ شہرت ملنا شروع ہوئی۔ امریکہ میں اس کا آغاز 1825ء میں ہوا۔[34] اس کے بعد 1835ء میں امریکہ میں پہلے ہومیو پیتھک سکول کا قیام عمل میں آیا اور 1844ء میں پہلی بار اس کی باقاعدہ ایک تنظیم " American Institute of Homeopathy " وجود میں آئی۔ اس کے بعد 19ویں صدی میں امریکہ اور یورپ میں ہومیو طریقہء علاج بہت تیزی سے پھیلا اور اس کے درجنوں ادارے بنے اور کچھ عرصے بعد اس کے ہزاروں ماہرین تیار ہو گئے جو اسی طریقے پر لوگوں کا علاج کرتے[35]۔ اسی صدی کے اواخر میں طب کے شعبے میں بڑا نام و مقام رکھنے والے سائنسدانوں کی طرف سے ہومیو پیتھی کی مخالفت کا آغاز ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی ساکھ کو بہت نقصان پہنچا اور یہ طریقہ علاج زوال کا شکار ہو گیا یہاں تک کہ 1920ء میں امریکہ میں ہومیو پیتھی کا آخری سکول بھی بند ہو گیا[36]۔ اس کا دوبارہ عروج جرمنی کی نازی افواج کے ساتھ ساتھ پھیلا جس نے اس پر ایک کثیر رقم خرچ کی اس کے باوجود کہ اس کا کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہیں آرہا تھا۔[37]

فرانس میں 90 کی دہائی میں ہومیو پیتھی کو میڈیکل کا بہترین نظام قرار دیا ہے[38]۔ یہی وجہ ہے کہ 2000ء جنیوا میں دنیا بھر سے WHO نے ہومیو پیتھک کو امراض کی روک تھام کا دوسرا بڑا طریقہ علاج قرار دیا ہے۔ 2000ء ہی سروے رپورٹ کے بعد میں برطانوی ایوان امراء نے اور 22 مارچ 2002ء وائٹ ہاؤس کمیشن، واشنگٹن نے ہومیو پیتھی کی حیثیت کو تسلیم کیا[39]۔ آج بھی دنیا میں اس طریقہ علاج پر لاکھوں لوگ عمل کرتے ہیں اور اس کے ذریعے ہی بیماریوں کا علاج کراتے ہیں۔ دنیا میں اس وقت جتنے بھی طریقۂ علاج موجود ہیں اور جن کی سرپرستی ہو رہی ہے، اُن میں ہومیو پیتھی طریقۂ علاج بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ذرائع

ابلاغ میں تشہیر کے بغیر ہی روز افزوں مقبولیت اس کے کامیاب نتائج کا ثبوت ہے۔ بلاشبہ اس کی اہمیت کو اس کی افادیت اور شفایابی کی صلاحیت نے اُجاگر کیا ہے۔

علاج کا حکم اور جواز:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنیادی طور پر اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے[40] اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اس کا صحت مند ہونا ضروری ہے، لیکن بعض اوقات انسان کو جسمانی یا نفسیاتی امراض لاحق ہو جاتے ہیں جن کے علاج معالجے کا حکم قرآن وسنّت میں موجود ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں جہاں روحانی اور باطنی بیماریوں کے حل تجویز فرمائے وہیں جسمانی اور ظاہری امراض کے لیے بھی آسان اور نفع بخش ہدایات دی ہیں۔ ہمیں قرآن وسنت میں بہت سے احکام صرف علاج کے بھی ملتے ہیں۔ علاج جائز اور مشروع ہے اور اس کے جواز میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے۔ ذیل میں اس سلسلے میں قرآن وسنت میں موجود نصوص میں سے چند ذکر کئے جاتے ہیں:

حالت احرام میں سر کے بالوں کو کٹوانا منع ہے لیکن اگر کسی شخص کے سر میں جوئیں پڑ جائیں تو اس کو تکلیف سے نجات پانے کے لئے بالوں کو منڈوا کر فدیہ ادا کر سکتا ہے، اور اس پر کسی قسم کا گناہ بھی لازم نہ آئے گا۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَکُمۡ حَتّٰی یَبۡلُغَ الۡهَدۡیُ مَحِلَّهٗ‌ؕ فَمَنۡ كَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ بِهٖۤ اَذًى مِّنۡ رَّاۡسِهٖ فَفِدۡيَة[41]

ترجمہ: ”اور اپنے سر کے بالوں کو اس وقت تک نہ منڈواؤ جب تک کہ ہدی اپنی جگہ پر نہ پہنچ لے اور جو بیمار ہو یا جس کے سر میں جوئیں ہوں تو وہ (بال منڈوا کر) فدیہ ادا کر دے“۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُراٰنِ ما هُوَ شِفاءٌ وَرَحمَةٌ لِلمُؤمِنينَ ۙ وَلا يَزيدُ الظّٰلِمينَ إِلّا خَسارًا [42] ”اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے، اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے“۔

علامہ قرطبیؒ رحمہ اللہ (متوفی: 671ھ) اس آیت کے ضمن میں شفاء کے دو معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اختلف العلماء في كونه شفاء على قولين : أحدهما : أنه شفاء للقلوب بزوال الجهل عنها وإزالة الريب، ولكشف غطاء القلب من مرض الجهل لفهم المعجزات والأمور الدالة على الله تعالى الثاني : شفاء من الأمراض الظاهرة بالرقى والتعوذ ونحوه“۔[43]

”قرآن پاک کے شفاء ہونے کے بارے میں علماء کی دو مختلف آراء ہیں: پہلی رائے یہ ہے کہ یہ (صرف) دل کی بیماریوں کے لئے شفاء ہے جیسے دل سے جہالت اور شک کو دور کرنا، اور دل سے جہالت کے پردے کو ہٹانا تاکہ وہ

معجزات کو اور اللہ کی پہچان والے امور کو سمجھے (یعنی صرف روحانی بیماریوں کا علاج ہے)۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس میں امراض ظاہرہ کا بھی علاج ہے جیسے دم کرنا یا تعویذ کرنا وغیرہ"۔

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ (المتوفی: 606ھ) بھی اس آیت کے تحت قرآن کو روحانی اور جسمانی دونوں بیماریوں کے لئے شفاء قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والمعنى : ونتزل من هذا الجنس الذي هو قرآن ما هو شفاء ، فجميع القرآن شفاء للمؤمنين ،واعلم أن القرآن شفاء من الأمراض الروحانية ، وشفاء أيضا من الأمراض الجسمانية"[44]

"اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جنس قرآن ہی شفاء کا باعث ہے، پس قرآن سارا کا سارا ہی ایمان والوں کے لئے شفاء ہے۔ یہ بات جان لینی چاہئے کہ قرآن جس طرح روحانی امراض کے لئے شفاء ہے اسی طرح جسمانی امراض سے بھی شفاء کا ذریعہ ہے"

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عليكم بالشفائين: العسل والقرآن "[45]

"دو چیزوں سے شفاء حاصل کرنا تم پر ضروری ہے (ایک) شہد اور (دوسرا) قرآن"۔

قرآن پاک میں بھی شہد کو شفاء کہا گیا ہے۔ سورہ النحل میں ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾[46] کے الفاظ اس حدیث کی تائید و توثیق کرتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لكل داء دواء فإذا أصيب دواء الداء برأ بإذن الله عزّوجلّ"[47]

"ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کو اس کی اصل دوا میسر ہو جائے تو انسان اللہ عزوجل کے حکم سے شفایاب ہو جاتا ہے"۔

صحیح بخاری میں مذکور ہے:

"ما أنزل الله دآء إلا أنزل له شفاء"[48]

" اللہ عزوجل نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں کی جس کی شفا نازل نہ کی ہو"۔

جناب نبی کریم ﷺ کا تعامل خود علاج کے جواز بلکہ حکم پر دلالت کرتا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو علاج کا حکم فرمایا تھا، جیسا کہ ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے۔

"نعم، يا عباد الله تداووا، فإن الله لم يضع داء إلا وضع له شفاء، أو قال: دواء إلا داء واحدا قالوا: يا رسول الله، وما هو؟ قال: الهرم."[49]

"ہاں، اللہ کے بندو! علاج کروایا کرو، اس لئے کہ اللہ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کی شفاء نہ ہو۔ یا فرمایا: جس

کی دوا نہ ہو، سوائے ایک بیماری کے، صحابہ کرام نے عرض کیا وہ ایک بیماری کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بڑھاپا"۔

علاج کروانا تقدیر کے منافی نہیں ہے بلکہ یہ اسباب کو اختیار کرنے کا ہی ایک انداز ہے۔اس بات کی طرف بھی سنن ابن ماجہ کی حدیث میں اشارہ ملتا ہے جس میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے اس شبہ کو دور کرنے کے لئے فرمایا: "ھی من قدر اللہ"[50] "یہ (علاج) بھی اللہ کی تقدیر (ہی) ہے"۔

خود نبی کریم ﷺ نے بھی اپنا علاج کروایا ہے اور آپ ﷺ اس زمانے کے رائج علاج کے مطابق پچھنے لگواتے تھے۔روایت میں آتا ہے:

"كان رسول الله ﷺ يحتجم على الأخدعين ، وكان يحتجم لسبع عشرة وتسع عشرة وإحدى وعشرين"[51]

" نبی کریم ﷺ دونوں کندھوں پر پچھنے لگوایا کرتے تھے اور چاند کی سترہ تاریخ یا انیس تاریخ یا اکیس تاریخ کو پچھنے لگواتے تھے"

علاج کرنے سے یا کروانے سے توکل کی نفی نہیں ہوتی۔اسی بات کو علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (المتوفی: 751ھ) زاد المعاد میں علاج کی اہمیت وضرورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وفيها ردعلى من أنكرالتداوي،وقال: إن كان الشفاء قدقدر فالتداوي لايفيد،وإن لم يكن قدقدر فكذلك"[52] ترجمہ: "علاج معالجہ کرانے کے حکم میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ اگر مقدر میں شفاء لکھی ہے تو علاج کا کوئی فائدہ نہیں ہے،اگر مقدر میں شفاء نہیں تو بھی علاج کا کوئی فائدہ نہیں"۔

نبی کریم ﷺ نے باقی جسمانی اور روحانی بیماریوں کے علاوہ نظر کے علاج کی طرف بھی رہنمائی فرمائی جو کہ سنن ترمذی میں موجود ہے۔

"العين حقّ "[53] ترجمہ: "نظر بد کا اثر برحق ہے"

ایک اور مقام پر نظر کی اہمیت کا بیان ان الفاظ میں کیا گیا: "ولو كان شيء سابق القدر لسبقته العينُ "[54] "اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھ سکتی ہے تو وہ نظر بد ہی ہے"۔

امام مسلم رحمہ اللہ (المتوفی: 261ھ) نے صحیح مسلم میں " باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار"[55] کے عنوان سے ایک الگ باب قائم کیا ہے جس میں دم کرنے پر اجرت لینے کو حدیث سے جائز ثابت کرتے ہیں۔

خلاصۃ البحث

علاج کرانا شرعاً جائز ہے۔ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ خود جناب نبی کریم ﷺ کے تعامل سے یہ ثابت ہے۔ علاج کرانا تقدیر کے خلاف نہیں بلکہ علاج کرانا بھی تقدیر ہے، البتہ شفاء من جانب اللہ ہے اور اللہ ہی کے حکم سے بیماری سے شفاء ملتی آج کے دور کا انسان جن گوناگوں مسائل سے دوچار ہے ان میں صحت و تندرستی کے مسائل سرفہرست ہیں۔ صحت اللہ ہے۔ تعالیٰ کی اہم ترین نعمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے:" نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس: الصحة والفراغ "[56] ترجمہ: "دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ خسارے میں رہتے ہیں، ایک صحت اور دوسری فراغت"۔ صحت کی قدر و منزلت انسان کو تب معلوم ہوتی ہے جب وہ بیماری میں مبتلا ہو جائے۔ صحت اللہ تعالی کی عطا کردہ عظیم نعمت ہے، روز قیامت انسان سے جن انعامات کا پوچھا جائے گا، ان میں صحت اور ٹھنڈا پانی سرفہرست ہوں گے جیسا کہ سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أول ما يقال للعبد يوم القيامة: ألم أصحح جسمك وأرويك من الماء البارد"[57]

"قیامت کے دن سب سے پہلے انسان سے کہا جائے گا: کیا میں نے تمہارے جسم کو صحیح نہیں بنایا تھا اور تمہیں ٹھنڈا پانی نہیں پلایا تھا؟"۔

اس کے علاوہ اس باب میں متعدد ایسی احادیث موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے حفظان صحت کو بہت اہمیت دی ہے۔ صحاح ستہ میں وارد اس باب کی احادیث پڑھنے سے یہ اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام حفظان صحت کا کس قدر خواہاں ہے اور وہ کس طرح روحانی ارتقاء کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت اور تندرستی میں بھی دلچسپی لیتا ہے۔[58]

صحت ایک عطیہ ءخداوندی ہے لیکن اس بیش بہا نعمت کی کماحقہٗ قدر نہیں کی جاتی اور لوگ اس میں غفلت برتتے ہیں۔ مال وزر، جائداد اور دیگر املاک کی قدردانی تو ہر ایک کرتا ہے لیکن جس قوت وصلاحیت (یعنی صحت) سے یہ تمام چیزیں میسر آتی ہیں اور جس کے ذریعے ان تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، اس کو برقرار رکھنے اور اس کی حفاظت کے لیے کسی قسم کی احتیاط نہ کرنا کم عقلی قرار دی جا سکتی ہے۔ اس لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ صحت کا خیال رکھنے اور علاج کرانے کا کیا حکم ہے۔ امام ابن تیمیہ (المتوفی: 728ھ) اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:"وقد يكون منه ما هو واجب وهو : ما يعلم أنه يحصل به بقاء النفس لا بغيره كما يجب أكل الميتة عند الضرورة فإنه واجب عند الأئمة الأربعة وجمهور العلماء"[59]

"بعض صورتوں میں علاج معالجہ واجب ہے اور یہ اس صورت میں جب یقین ہو جائے کہ اس کے بغیر زندہ رہنا ممکن نہیں مثلاً اضطراری حالت میں مردار کا کھالینا واجب ہے، ایسی صورتِ حال میں ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک ایسا کرنا واجب ہے"۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین (المتوفی: 1421ھ) فرماتے ہیں:

" فالأقرب أن يقال ما يلي:

1. أن ما عُلم، أو غلب على الظن نفعه مع احتمال الهلاك بعدمه، فهو واجب.

2. أن ما غلب على الظن نفعه، ولكن ليس هناك هلاك محقق بتركه فهو أفضل.

3. أن ما تساوى فيه الأمران فتركه أفضل؛ لئلا يلقي الإنسان بنفسه إلى التهلكة من حيث لا يشعر."[60]

1. جس مرض کے علاج سے شفاء کا ظن غالب ہو اور علاج نہ کرانے سے ہلاکت کا احتمال ہو تو اس کا علاج کرانا واجب ہے۔

2. جس مرض کے علاج سے ظن غالب کے مطابق نفع ہو اور علاج نہ کرانے سے ہلاکت یقینی نہ ہو تو اس مرض کا علاج کرانا افضل ہے۔

3. جس مرض کے علاج سے شفاء اور ہلاکت کے خدشات برابر ہوں تو اس کا علاج نہ کرانا افضل ہے تاکہ انسان لاشعوری طور پر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال بیٹھے"۔

میڈیکل علاج کے بارے میں 'اسلامی فقہی بورڈ' نے اپنے اجلاس (منعقدہ مؤرخہ 14-9 مئی 1992ء بمقام جدّہ سعودی عرب) میں قرارداد نمبر 7، 5، 67 پاس کی جس میں ہے کہ:

"الأصل في حكم التداوي أنه مشروع ، لما ورد في شأنه في القرآن الكريم والسنة القولية والفعلية،و لما فيه من "حفظ النفس" الذي هو أحد المقاصد الكلية من التشريع . وتختلف أحكام التداوي باختلاف الأحوال والأشخاص: فيكون واجباً على الشخص إذا كان تركه يفضي إلى تلف نفسه أو أحد أعضائه أوعجزه ، أو كان المرض ينتقل ضرره إلى غيره ، كالأمراض المعدية. ويكون مندوباً إذا كان تركه يؤدي إلى ضعف البدن ولا يترتب عليه ما سبق في الحالة الأولى .ويكون مباحاً إذا لم يندرج في الحالتين السابقتين.ويكون مكروهاً إذا كان بفعل يخاف منه حدوث مضاعفات أشد من العلة المراد إزالتها."[61]

اور یہ اس "علاج معالجہ اصلاً جائز ہے، کیونکہ اس کے متعلق قرآنِ کریم اور سنّتِ قولی و فعلی میں دلائل موجود ہیں وجہ سے بھی مشروع ہے کہ اس سے انسانی جان کی حفاظت ہوتی ہے جو شریعتِ مطہرہ کے مقاصدِ اصلیہ میں سے ایک اہم مقصد ہے۔ اور ابدان واحوال کے اختلاف کے مطابق علاج معالجے کے احکام بھی بدلتے رہتے ہیں چنانچہ جس مرض سے جان کی ہلاکت یا کسی عضو کی خرابی یا اس کے مفلوج ہونے کا اندیشہ ہو، یا متعدی امراض کی طرح اس مرض کا اثر دیگر لوگوں تک منتقل ہونے کا خطرہ ہو تو اس کا علاج کرانا واجب ہے۔ جس مرض کے علاج نہ تو اس کا علاج کرانا مستحب ہے۔ جب کرانے سے بدن کے کمزور ہونے کا اندیشہ ہو اور مذکورہ بالا خطرات نہ ہوں بدن کی کمزوری) نہ ہوں تو علاج کرانا جائز ہے اور جب کسی مرض کے / مذکورہ بالا دونوں صورتیں (جان کی ہلاکت علاج کی وجہ سے اس سے بدتر مرض کے در آنے کا خطرہ ہو تو اس کا علاج کرانا مکروہ ہے"۔ لہٰذا علاج معالجہ جائز ہے۔ البتہ علماء نے وجوب اور استحباب کے اعتبار سے اس کی درجہ بندی کی ہے جس کا خلاصہ یوں ہے:

- جس بیماری سے ہلاکت کا اندیشہ ہو یا کسی عضو کی خرابی یا مفلوج ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کا علاج کرنا واجب ہے۔
- جس بیماری سے کمزوری کا اندیشہ ہو تو اس کا علاج کرنا مستحب ہے۔
- جس بیماری سے ہلاکت یا کمزوری کا اندیشہ نہ ہو تو اس کا علاج کرنا جائز ہے۔
- جس بیماری کے علاج سے اس سے بدتر مرض لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کا علاج کرنا مکروہ ہے۔

علاج کے حکم میں فقہاء کرام کا اختلاف

علاج کے جواز کے دلائل ماقبل میں گزر چکے ہیں تاہم اس کے حکم میں فقہاء اربعہ اور دیگر علماء کے اقوال مختلف ہیں جن کا اگر احاطہ کیا جائے تو اس میں کل چار فقہی آرا ملتی ہیں، جن کا ذکر کرنا افادیت سے خالی نہیں ہے۔

اباحتِ علاج: اول قول:

اول قول احناف رحمہ اللہ[62] اور مالکیہ رحمہ اللہ[63] کا ہے جو کہ علاج معالجہ کو مباح کہتے ہیں۔ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

دلیل نمبر1:

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: " تداووا عباد الله، فإن الله سبحانه لم يضع داءً إلى وضع معه شفاء "[64]

"اللہ کے بندو! علاج معالجہ کرایا کرو اس لئے کے اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری پیدا کی ہے اس کے ساتھ ہی اُس کی دوا بھی پیدا کی ہے"۔

وجہ استدلال:

اس حدیث سے استدلال اِس کے ظاہری الفاظ سے کیا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ سے علاج کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس کے جواب میں آپ ﷺ نے " تداووا عباد اللہ " کے الفاظ سے علاج کا حکم صادر فرمایا ہے اور قانون ہے کہ " وأقل درجات الامر الإباحة " یعنی کہ امر (کسی بھی کام کرنے کے حکم) کا سب سے ادنی درجہ اباحت ہوتا ہے اس لئے اس حدیث پاک سے کم از کم اباحت معلوم ہوتی ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ (المتوفی: 388ھ۔) اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

"في هذا الحديث إثبات الطب، والعلاج، وأن التداوي مباح، غير مكروه كما ذهب إليه بعض الناس"[65]

" اس حدیث سے طب، علاج کروانے، دوا کے استعمال کی اباحت اور علاج معالجہ کے مکروہ نہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے جس کی طرف بعض لوگ گئے ہیں"۔

دلیل نمبر2:

امام مالکؒ نے اپنی مؤطا میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے کہ حضور ﷺ سے دو آدمیوں نے ایک بیماری کا علاج کروانے کے بعد سوال کیا" أوَفي الطب خيرٌ يا رسول الله؟" کہ کیا علاج میں کوئی بھلائی موجود ہے؟ تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

"دوا بھی اسی (اللہ) نے نازل کی ہے جس نے بیماری نازل کی ہے"۔" أنزل الدواءَ الذي أنزل الأدواءَ "[66]

علامہ ابن البرؒ (المتوفی: 463ھ) فرماتے ہیں:

"وفي هذا الحديث إباحة التعالج لأن رسول الله ﷺ لم ينكر ذلك عليهم"۔[67]

"اس حدیث میں علاج کی اباحت موجود ہے اس لئے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں اشخاص پر علاج کروانے کے بارے میں کوئی نکیر نہیں فرمائی"۔

دلیل نمبر3:

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے جس میں آپ ﷺ نے پچھنے لگوانے کے بعد اس طریقہ علاج کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: 'إن أمثل ما تداويتم به الحجامة "[68]۔

"تم لوگ جس جس طریقے سے علاج کرواتے ہو ان تمام میں سے حجامہ (پچھنے لگوانا) بہترین طریقہ علاج ہے"۔

وجہ استدلال:

اس حدیث میں " إن أمثل ماتداويتم به الحجامة" کے الفاظ اس سلسلے میں بالکل صریح اور واضح ہیں کہ علاج معالجہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ مباح بھی ہے۔

دلیل نمبر4:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء "[69]

"اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کی دوا پیدا نہ کی ہو"۔

دلیل نمبر5:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" لكل داء دواء فإذا أصيب دواءُ الداء برأَ بإذن الله عز وجل "[70]

"ہر بیماری کی دوا موجود ہے، جب دوا بیماری پر صحیح آجاتی ہے تو اللہ کے حکم سے شفاء مل جاتی ہے"۔

وجہ استدلال:

اس حدیث سے استدلال کے بارے میں علامہ نوویؒ (المتوفی: 676ھ) فرماتے ہیں:

" في هذه الأحاديث، جمل من علوم الدين والدنيا، وصحة علم الطب، وجواز التطبب في الجملة "[71]

"ان احادیث میں دینی اور دنیاوی تمام علوم کا اجمالاً ذکر ہے، علمِ طب کے صحیح ہونے کا ذکر ہے اور علاج معالجہ کے جواز کا بھی ذکر ہے"۔

علاج کے بارے میں دوسرا قول: استحبابِ علاج:

علاج کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ علاج کروانا مستحب ہے، یہ قول شوافع کی طرف منسوب ہے [72]۔اس کے علاوہ حنابلہ میں سے ابن عقیلؒ اور امام ابن جوزیؒ کی طرف بھی اسی قول کی نسبت کی جاتی ہے [73]۔

دلائل:

جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ علاج معالجہ مستحب ہے ان کے دلائل بھی وہی ہیں جن کا ذکر ماقبل میں گزرا جن میں آپ ﷺ نے علاج کرانے کا حکم دیا یا خود آپ ﷺ نے اپنا علاج کروایا، ان کے مطابق یہ تمام احادیث علاج کے استحباب اور طلب پر دلالت کرتی ہیں۔

علامہ ابن القیمؒ (المتوفی: 751ھ) فرماتے ہیں: "وفي قوله ﷺ: (لكل داء دواء) تقوية لنفس المريض و الطبيب ، وحث على طلب ذلك الدواء، والتفتيش عليه" [74]

"آپ ﷺ کے قول (لکل داء دواء) میں مریض اور معالج دونوں کے لئے حوصلہ موجود ہے، اور اس بات پر بھی آمادہ کیا گیا ہے کہ اس دوا کی طلب کے ساتھ ساتھ اس کی جستجو کی جائے"۔

یہ احادیثِ مبارکہ تمام انسانیت کو ہر بیماری کے علاج کے باب میں تسلسل کے ساتھ تحقیق کے عمل کو جاری رکھنے پر آمادہ کرتی ہیں اور اسلام اس تصور کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا کہ بعض بیماریاں بالکل لاعلاج ہیں۔

کسی بیماری کو لاعلاج کہنا دراصل تحقیق اور تنقیح کے اصول کی نفی کرنے کے مترادف ہے بلکہ کسی مرض کا علاج دریافت نہ کرنا اور اس مرض ہی کو ناقابلِ علاج قرار دے دینا حدیث کی روح کی نفی ہے۔ گزشتہ حدیث میں مریض اور طبیب دونوں کی ڈھارس باندھی گئی ہے کہ وہ مایوس نہ ہوں۔ حضور ﷺ نے دوا کی جستجو اور اس کی تفتیش پر طبیب و مریض دونوں ہی کو ابھارا ہے اس لیے کہ مریض جب باور کرلیتا ہے کہ اس بیماری کی دوا موجود ہے تو مایوسی اس سے کوسوں دور ہو جاتی ہے، وہ یاس و حرماں سے نکل کر آس کے دروازے میں داخل ہو جاتا ہے۔ جونہی امید کی کرن سے اس کا نفس قوی ہو جاتا ہے، تو اس کی توانائی سے مرض پر قابو پانے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اور جب طبیب کو اس بات کا علم ہو کہ اس مرض کی دوا موجود ہے، اس کا حصول ممکن ہے اور جستجو سے دریافت ہو جائے گی، تو طبیب کی طبیعت میں بھی شفا کی امنگ پیدا ہو جاتی ہے۔

صحیح احادیث میں معالجہ کرنے کا حکم موجود ہے یہ حکم توکل کے منافی نہیں۔ جیسے بھوک کے وقت غذا کا استعمال، پیاس کے وقت مشروب کا استعمال، گرمی سے بچاؤ کے لئے ٹھنڈی چیزوں کا استعمال اور ٹھنڈک سے روک میں گرم چیزوں کا برتنا توکل کے منافی

نہیں، ایسے ہی علاج معالجہ کرنا بھی توکل کے منافی نہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان اسباب کے چھوڑنے سے نہ صرف توکل کی روح مجروح ہوگی بلکہ حکمت الٰہی اور امر الٰہی کی بھی تکذیب ہوگی۔ ابن القیمؒ نے فرمایا:

"وفي الأحاديث الصحيحة الأمر بالتداوي، وأنه لا ينافي التوكل، كما لا ينافيه دفع داء الجوع، والعطش ،والحر و البرد، بأضدادها، بل لا تتم حقيقة التوحيد إلا بمباشرة الأسباب ، التي نصبها الله مقتضيات لمسبباتها ، قدراً وشرعاً ، وأن تعطيلها يقدح في نفس التوكل ، كما يقدح في الأمر والحكمة و يضعفه من حيث يظن معطلها أن تركها أقوى في التوكل ، فإن تركها عجزاً ينافي التوكل، الذي حقيقته اعتماد القلب على الله في حصول ما ينفع العبد، في دينه ودنياه ، ودفع ما يضره في دينه ودنياه، ولا بد مع هذا الاعتماد من مباشرة الأسباب، وإلا كان معطلاً للحكمة ، والشرع ، فلا يجعل العبد عجزه توكلاً، ولا توكله عجزاً."[75]

"صحیح احادیث میں علاج معالجہ کا حکم موجود ہے، جس طرح بھوک اور پیاس دور کرنے اور سردی و گرمی سے بچنے کے لئے دوڑ دھوپ کرنا توکل کے منافی نہیں، اسی طرح بیماری کا علاج کرانا بھی توکل اللہ تعالیٰ کے منافی نہیں ہے، بلکہ اس وقت تک حقیقتِ توحید مکمل نہیں ہوتی جب تک انسان شرعاً و تقدیراً ان اسباب کو بروئے کار نہ لائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اُس کی ضرورت کے لیے پیدا کیا ہے اور ان اسباب کو اختیار نہ کرنا، حقیقتِ توکل سے پہلو تہی کرنا ہے اور یہ علاج معالجے کے حکم کو جھٹلانے اور اس کی حکمت کو تسلیم نہ کرنے کے مترادف ہے"۔

وجوبِ علاج: علاج کے بارے میں تیسرا قول:

علاج کے بارے میں تیسرا قول وجوب کا ہے یعنی علاج کروانا واجب ہے۔ یہ قول شوافع میں سے ایک مختصر جماعت کا ہے اور امام احمد بن حنبلؒ کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی جاتی ہے۔[76]

دلائل:

وجوب کے دلائل وہ تمام احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو علاج کروانے کا حکم دیا، جیسا کہ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث:

" تداووا عباد الله، فإن الله سبحانه لم يضع داءً إلى وضع معه شفاء، إلا الهَرَم "[77]

"اللہ کے بندو! علاج کیا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں بنائی جس کے لئے شفاء نہ پیدا کی ہو، سوائے بڑھاپے کے"۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

"فتداووا ولا تداووا بحرام "[78]

"تم علاج کیا کرو اور حرام چیز سے علاج نہ کیا کرو"۔

اور اس کے علاوہ وہ تمام احادیث جن میں علاج کا حکم موجود ہے۔

مناقشہ:

جو حضرات علاج معالجہ کو مباح قرار دیتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ گو کہ ان روایات میں علاج کا حکم دیا گیا ہے لیکن اس حکم کو وجوب کی بجائے درج ذیل دو بنیادوں پر اباحت پر محمول کیا جائے گا:

اول وجہ:

ان احادیث کو اباحت یا استحباب پر محمول کرنے کی پہلی وجہ صحیحین کی وہ حدیث ہے جس میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے جو آپ ﷺ سے اپنی بیماری کو دور کرنے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں تو آپ ﷺ ان کے جواب میں فرماتے ہیں:

" إن شئتِ صَبَرْتِ ولك الجنة، وإن شئتِ دعوت اللهَ أن يعافيك "[79]

"اگر تُو چاہے تو صبر کرلے (تو اس کا بدلہ) تیرے لئے جنت ہے، اور اگر تُو چاہتی ہے تو میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ تجھے (اس بیماری) سے نجات دے"۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"فيه دليل على جواز ترك التداوي"۔[80]

"اس قول میں علاج معالجہ کے ترک کے جائز ہونے کی دلیل ہے"۔

دوسری وجہ:

تاریخ اور سیرِ صحابہ میں ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمھم اللہ کا ذکر ملتا ہے جو بیماری کا علاج نہیں کرواتے تھے بلکہ اسی بیماری کی حالت میں ہی رہنا پسند کرتے تھے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (التوفی: 728ھ) اپنے فتاویٰ میں رقمطراز ہیں:

" أن خلقاً من الصحابة والتابعين، لم يكونوا يتداوون، بل فيهم من اختار المرض. كأبي بن كعب، وأبي ذر، ومع هذا فلم ينكر عليهم ترك التداوي "۔[81]

"صحابہ کرام اور تابعین میں بہت سے ایسے بھی افراد موجود تھے جو علاج نہیں کروایا کرتے تھے بلکہ مرض ہی کو اختیار کر لیتے جیسے اُبی بن کعبؓ، ابوذرؓ، وغیرہ کہ ان لوگوں پر باوجود علاج نہ کروانے کے کسی نے نکیر نہیں کی۔"

اگر علاج معالجہ واجب ہوتا تو یہ صحابہ کرام و تابعین عظام ترکِ علاج کو قطعاً اختیار نہ فرماتے۔

علاج کے بارے میں چوتھا قول: اباحتِ علاج اور ترکِ علاج اولیٰ:

حنابلہؒ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ "انہ مباح وترکہ توکلا اولیٰ" یعنی علاج کروانا مباح ہے لیکن توکل کرتے ہوئے اس کا ترک کر دینا بہتر ہے[82]۔ اسلام کی تاریخ بہت سے ایسے حضرات کے واقعات سے بھری ہے جو علم و فضل اور تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنا ایک ممتاز مقام و مرتبہ رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ علاج کو ترک کرنا ہی بہتر سمجھتے تھے اور "رضا بالقضاء" کا عملی نمونہ بن جاتے تھے۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ (التوفی: 728ھ) بھی کم و بیش یہی فرماتے ہیں:

" كان كثير من أهل الفضل والمعرفة، يفضل تركه تفضلاً، واختياراً لما اختار الله، ورضي به،وتسليماً به،وهذا المنصوص عن أحمد "۔[83]

"بہت سے صاحب فضیلت اور علم ومعرفت والے حضرات علاج کو ترک کرنا افضل گردانتے تھے اور اس کو اللہ کی مرضی پر راضی رہنا مانتے تھے۔اور یہی بات امام احمدؒ سے بھی منسوب ہے"۔

یہاں ایک بات کا جاننا بہت ضروری ہے کہ ترکِ علاج کو مطلقاً نہیں بلکہ توکل کی نیت سے اولیٰ کہا گیا ہے۔توکل کی نیت سے ترکِ علاج کو اولیٰ قرار دینے کے دلائل درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر1:

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث ہے جس میں ایک گروہ کے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے کا جن کی علامات کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ذکر ہے۔

"هم الذين لا يكتوون، ولا يسترقون، ولا يتطيرون، وعلى ربهم يتوكلون"[84]

"جو لوگ بنا حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے ان کی علامت یہ ہے کہ بیماری کی صورت میں وہ نہ جھاڑ پھونک کریں گے،نہ آگ سے داغیں گے اور نہ ہی تعویذ وغیرہ کریں گے بلکہ وہ اپنے رب پر توکل کریں گے"۔

وجہ استدلال:

اس حدیث میں آپ ﷺ نے علاج کو ترک کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے اس لئے معلوم ہوا کہ علاج کو ترک کرنا اولیٰ ہے۔امام نوویؒ (المتوفی:676ھ) فرماتے ہیں:

"المراد بها الرقى التي هي من كلام الكفار والرقى المجهولة والتي بغير العربية وما لا يعرف معناها فهذه مذمومة لاحتمال أن معناها كفر أو قريب منه أو مكروه وأما الرقى بآيات القرآن وبالأذكار المعروفة فلا نهي فيه بل هو سنة"۔[85]

"اس حدیث میں جس تعویذ کی ممانعت ہے اس سے مراد وہ تعویذ ہیں جو کفار کے کلام میں سے ہوں،یا مجہول المعنیٰ ہوں یا عربی کے علاوہ کسی اور زبان کے ہوں جن کا مطلب معلوم نہ ہو اس لئے کہ یہ مذموم عمل ہے اس احتمال کی وجہ سے کہ اس کے معانی کفریہ ہوں،یا کفر کے قریب ہوں یا مکروہ ہوں،لیکن اگر تعویذ قرآن یا معروف و مسنون اذکار سے کیا جائے تو اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے بلکہ یہ سنت ہے"۔

دلیل نمبر2:

ترکِ علاج کے اولیٰ ہونے کی دوسری دلیل حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث پاک ہے جس میں آپ ﷺ نے صحابیہ رضی اللہ عنہا کو بیماری پر صبر کرنے پر ان الفاظ میں جنت کی بشارت دی ہے:

" إن شئتِ صَبَرْتِ ولك الجنة، وإن شئتِ دعوت اللهَ أن يعافيك، "[86]

علامہ شوکانیؒ(المتوفی:1250ھ) نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:

"وفيه أن الصبر على بلايا الدنيا يورث الجنة ، وأن الأخذ بالشدة أفضل من الأخذ بالرخصة لمن علم من نفسه الطاقة ولم يضعف عن التزام الشدة . وفيه دليل علىجوازترك التداوي وأن التداوي بالدعاء مع الالتجاء إلى الله أنجع وأنفع من العلاج بالعقاقير"[87]

"اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ دنیاوی مصائب پر صبر جنت کا ذریعہ ہے،اور اس بات کا بھی کہ سختی برداشت کرلینا اس کو دور کرنے سے زیادہ افضل ہے لیکن یہ اس آدمی کے لئے ہے جس کو اپنی جسمانی طاقت کا علم ہو اور وہ مصیبت برداشت بھی کر سکتا ہو۔اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی دلیل موجود ہے کہ علاج کا ترک جائز امر ہے،اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ دعا کے ذریعے علاج دوا کے ذریعے علاج سے زیادہ فائدہ مند ہے"۔

دلیل نمبر3:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیمار تھے،کچھ صحابہ کرام ان کی عیادت کے لئے آئے اور عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے لئے طبیب کا انتظام کرلیں۔اس پر انہوں نے انکار کیا اور فرمایا: مجھے طبیب نے دیکھ لیا ہے،صحابہ کرام نے عرض کیا: طبیب نے کیا کہا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا:

" قال: إني فعال لما أريد "[88] "میں جو چاہتا ہوں کردیتا ہوں"۔

اسی طرح قاضی شریح رحمہ اللہ (المتوفی:392ھ) نے بھی مرض کی حالت میں علاج نہیں کروایا اور فرمایا جس نے مرض بھیجا ہے (یعنی اللہ) وہی اس کا علاج بھی کرے گا۔ حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

" أن هذا حال خلق كثير لا يحصون من السلف الصالح "[89]

"سلف صالحین میں سے لاتعداد لوگ ایسے تھے جن کا یہ حال تھا (کہ وہ علاج نہیں کرواتے تھے)"۔

خلاصۃ البحث:

علاج کرانا مشروع ہے چنانچہ ڈاکٹر (جو بیماری کے علاج کی قدرت اور اہلیت رکھتے ہیں) پر واجب ہے کہ وہ ان کی شفایابی کی امید پر یا ان کی تکالیف میں تخفیف کی غرض سے حتی الوسع علاج کے لئے اپنی کوششیں اور صلاحتیں بروئے کار لائیں۔

علاج کے بارے میں چار فقہی آراہیں:[90] احناف اور مالکیہ کے نزدیک علاج معالجہ مباح ہے۔شوافع اور حنابلہ کے بعض ائمہ کے نزدیک علاج معالجہ مستحب ہے۔شوافع کی ایک جماعت اور حنابلہ کے بعض فقہاء کے نزدیک علاج معالجہ واجب ہے۔امام احمد بن حنبل کے نزدیک علاج معالجہ مباح ہے تاہم توکل کی نیت سے اس کا ترک کردینا بہتر ہے اور علاج بالدعاء علاج بالدواء سے زیادہ مفید ہے۔

حوالہ جات

1 . سعیدی، علامہ غلام رسول، مقالات سعیدی، فرید بک سٹال، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص۵۰۹

2 . Reference Random House Learner's Dictionary of American English © Word. 2015

3 . Therapy. (n.d.). *Dictionary.com Unabridged*. Retrieved September 09, 2015, from Dictionary.com

4. معجم اللغة العربية المعاصرة، ج:2، ص1537، د أحمد مختار عبد الحميد عمر (المتوفى: 1424ھ)، عالم الكتب، 1429ھ - 2008 ء

5. الموسوعة الفقهية الكويتية، ج:12، ص:135، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت، دار السلاسل - الكويت، :1427ھ

6. لسان العرب، ج:1، ص:553، محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (المتوفى: 711ھ)، دار صادر - بيروت، - 1414ھ.

7. تاج العروس من جواهر القاموس، ج:6، ص:108، : محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي (المتوفى: 1205ھ)، دار الهداية،

8 . http://urdulughat.info/words/7678-%D8%B9%D9%84%D8%A7%D8%AC

9 . http://urdulughat.info/words/7679-%D8%B9%D9%84%D8%A7%D8%AC-%D9%85%D8%B9%D8%A7%D9%84%D8%AC%DB%81

10 ایضا

11 http://182.180.102.251:8081/oud/ViewWord.aspx?refid=8659

12 القانون في الطب، ج:1، ص:13، الحسين بن عبد الله بن سينا، أبو علي، شرف الملك (المتوفى: 428ھ)

13 تاج العروس من جواهر القاموس، ج:6، ص:109

14 موسوعة الفقه الطبي، ، ص:43، مؤسسة الإعلام الصحي، السعودية

15 معجم لغة الفقهاء، ج:1 ص:126، د. محمد رواس قلعجي، دار النفائس، 1988ء

16 سلسلة اعلام المسلمين - النووي، ص:10، عبد الغنی باقر، دار القلم، دمشق، 1994ء

17 treatment. (n.d.) Collins English Dictionary – Complete and Unabridged. (1991, 1994, 1998, 2000, 2003). Retrieved September 17 2015 from http://www.thefreedictionary.com/treatment

18 treatment. (n.d.) Miller-Keane Encyclopedia and Dictionary of Medicine, Nursing, and Allied Health, Seventh Edition. (2003). Retrieved March 28 2016 from

[19] the transcription as Unani is found in 19th-century English language sources: "the Ayurvedic and Unani systems of medicine" "Madhya Pradesh District Gazetteers: Hoshangabad", Gazetteer of India 17 (1827), p. 587.

[20] . Microsoft Encarta Online Encyclopedia. Microsoft Corporation. "Hippocrates" 2006. Archived from the original on 2009-10-31.

[21] Unani Medicine in India: Its Origin and Fundamental Concepts by Hakim Syed Zillur Rahman, History of Science, Philosophy and Culture in Indian Civilization, Vol. IV Part 2 (Medicine and Life Sciences in India), Ed. B. V. Subbarayappa, Centre for Studies in Civilizations, Project of History of Indian Science, Philosophy and Culture, New Delhi, 2001, pp. 298-325

[22] Arthur John Brock (translator), Introduction. Galen. On the Natural Faculties. Edinburgh 1916

[23] allopathy. (n.d.). Collins English Dictionary - Complete & Unabridged 10th Edition. Retrieved May 28, 2016 from Dictionary.com website http://www.dictionary.com/browse/allopathy

[24] . The Free Dictionary. Farlex. Retrieved 25 October "Definition – allopathy" 2013. Citing: Gale Encyclopedia of Medicine (2008) and Mosby's Medical Dictionary, 8th ed. (2009)

[25] ایلوپیتھی (معالجہ اخلافیہ) اور ہومیوپیتھی (معالجہ المثلیہ) میں بنیادی فرق طریقہ علاج: میں ہے ایلوپیتھی جیسا کہ نام سے واضح ہے بیماری کے مخالف دوا دینے پر یقین رکھتی ہے جب کہ ہومیو طریقہ ءعلاج: میں علاج: بالمثل یعنی "زہر کا علاج: زہر" کا طریقہ رائج: ہے

[26] Whorton JC (2004). Oxford University Press US, ed. Nature Cures: The History of Alternative Medicine in America (illustrated ed.). New York: Oxford University Press. pp. 18, 52. ISBN 0-19-517162-4.

[27] یہ ایک یورپی روایتی طریقہ علاج: تھا جو 18ویں صدی عیسوی سے لے کر 19ویں صدی کے اوائل تک یورپ میں جاری رہا اس طریقہ ءعلاج میں مریض کو فوری علاج کیا جاتا اگرچہ اس سے مریض کو کافی خطرہ موجود ہوتا۔ اس طریقہ علاج میں مریض کے جسم سے خون نکالا جاتا یا اس کے معدے کی نالیوں کی صفائی کی جاتی تھی۔ 19ویں صدی کے اواخر میں قدامت پسندوں کی وجہ سے اس طریقہ علاج کا خاتمہ ہو گیا

---

[28] Chang Y, Brewer NT, Rinas AC, Schmitt K, Smith JS (July 2009). "Evaluating the impact of human papillomavirus vaccines". Vaccine 27 (32): 4355–62. doi:10.1016/j.vaccine.2009.03.008. PMID 19515467.

[29] homeopathy. (n.d.). Dictionary.com Unabridged. Retrieved May 26, 2016 from Dictionary. com website http://www.dictionary.com/browse/homeopathy

[30] Jones, W. H. S. (1868), Hippocrates Collected Works I, Cambridge Harvard University Press, retrieved September 28, 2006.

[31] Encyclopædia Britannica (1911), HIPPOCRATES V13, Encyclopædia Britannica, Inc., p. 519, retrieved October 14, 2006.

[32] مکمل نام کرسچن فریڈرش سیموئل ہانیمن(Christian Friedrich Samuel Hahnemann)ہے10اپریل1755ءکوپیدا ہوئےاور2جولائی1843ءکو88سال کی عمرمیں فرانس کے دارالحکومت پیرس میں وفات ہوئی موصوف اک جرمن ڈاکٹر تھے جنہوں نے بیماری کا علاج:کرنے کے لئےایک نیاطریقہ کار(ہومیوپیتھی)کی بنیادرکھی

[33] Haehl, vol. 1, p.38; Dudgeon, p.48

[34] Miller, Timothy (1995). America's alternative religions. State University of New York Press, Albany. p. 80. ISBN 978-0-7914-2397-4.

[35] Toufexis A, Cole W, Hallanan DB (25 September 1995), "Is homeopathy good medicine?", Time

[36] =History of Homeopathy, Creighton University Department of Pharmacology, archived from the original on 2007-07-05, retrieved 2007-07-23

[37] Paul Ulrich Unschuld (9 August 2009). What Is Medicine?: Western and Eastern Approaches to Healing. University of California Press. p. 171. ISBN 978-0-520-94470-1. Retrieved 7 September 2013

[38] Fisher, P; Ward, A (1994-07-09). "Medicine in Europe: Complementary medicine in Europe". BMJ. doi:10.1136/bmj.309.6947.107. PMC 2540528. PMID 8038643. Retrieved 2012-05-14.

[39] House of Lords Select Committee on Science & Technology. 'Complementary & Alternative Medicine.' Session 1999-2000, 6th Report. The Stationery Office, 2000

[40] القرآن: الذاریات، آیت: 56

[41] القرآن: البقرۃ، آیت: ۱۹۶

[42] القرآن: الاسراء، آیت: 82

[43] الجامع لأحکام القرآن (تفسیر القرطبی)، ج: 10، ص: 316، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بکر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى: 671ھ): دار الكتب المصرية - القاهرة، 1964ء

[44] مفاتیح الغیب = (التفسیر الکبیر) ج: 21، ص: 389، أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي (المتوفى: 606ھ)، دار إحياء التراث العربي - بيروت - 1420ھ۔

[45] المستدرک علی الصحیحین، ج: 4، ص: 222، کتاب الطب، حدیث 7435، أبو عبد الله الحاکم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405ھ)، دار الكتب العلمية - بيروت، 1990ء۔اس حدیث کے بارے میں مستدرک علی الصحیحین میں درج ذیل الفاظ آتے ہیں "هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"، المستدرک علی الصحیحین، ج: 4، ص: 222، أبو عبد الله الحاکم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405ھ)، دار الکتب العلمیۃ - بیروت، 1411 - 1990

[46] القرآن: النحل، آیت: 69

[47] المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول الله، صلى الله عليه وسلم (صحیح مسلم)، ج: 4، ص: 1729، کتاب السلام 39، باب 26- لکل داء دواء واستحباب التداوي حدیث 2204: مسلم بن الحجاج: أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ھ)، دار إحياء التراث العربي - بيروت۔ صحیح- إسناده علی شرط مسلم، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج: 13، ص: 428، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: 354ھ)، مؤسسة الرسالة - بيروت، 1414 - 1993

[48] الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول الله، صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه (صحیح البخاري) ج: 7، ص: 122، کتاب الطب، باب ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء، حدیث 5678، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي، دار طوق النجاة، 1422ھ۔مسند احمد میں لکھا گیا ہے " صحیح لغیره، وهذا إسناد حسن، وروي مرفوعاً وموقوفاً، ورفعه صحيح"، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج: 6، ص: 50۔

[49] سنن الترمذي، ج: 4، ص: 383، ابواب الطب، باب ما جاء في الدواء والحث عليه، حدیث 2038، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279ھ)، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، 1975ء۔علامہ ناصر الدین البانیؒ کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، سنن الترمذي، ج: 4، ص: 383، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279ھ)، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر، 1395ھ - 1975 م

[50]سنن ابن ماجہ، ج:2، ص:1137 کتاب الطب، باب ما أنزل الله داءا إلا أنزل له شفاء، حدیث 3437، ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ) ،: دار إحياء الكتب العربية

[51]المستدرک علی الصحیحین، ج4،، ص:234، کتاب الطب، حدیث 7477۔ علامہ البانیؒ فرماتے ہیں وقال الحاکم: " صحیح علی شرط الشیخین، سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، ج:2، ص:576، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج نوح بن نجاتي بن آدم، الأشقودري الألباني (المتوفى: 1420هـ)، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، 1415هـ - 1995 م

[52]زاد المعاد في هدي خير العباد، ج:4، ص:14، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751هـ)، مؤسسة الرسالة، بيروت - مكتبة المنار الإسلامية، الكويت، 1994ء

[53]سنن الترمذي، ج:4، ص:397 حدیث: 2061۔ مسند احمد میں اس روایت کے بارے میں درج ہے "إسناده صحیح علی شرط الشیخین"، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج:13، ص:543

[54]سنن الترمذي، ج:4، ص:397 حدیث: 2062۔ علامہ ناصر الدین البانیؒ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، سنن الترمذي، ج:4، ص:395

[55] صحیح مسلم، ج:4، ص:1727، کتاب السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار 23

[56] صحیح بخاری، ج:8 ص:88 حدیث: 6412۔ علامہ ناصر الدین البانیؒ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، سنن الترمذي، ج:4، ص:550

[57] صحیح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: 354هـ)، ج:16، ص364، حدیث: 7364، مؤسسة الرسالة - بيروت، 1414 - 1993۔ صحیح ابن حبان میں اس حدیث کو صحیح کہا گیا ہے، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، ج:16، ص:365، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: 354هـ)، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1408هـ - 1988 م

[58]دیکھیے صحیح بخاری جس کے کتاب الطب میں 57 ابواب اور 104 احادیث موجود ہیں، صحیح مسلم میں کتاب السلام کے تحت طب سے متعلقہ 26 ابواب اور 117 احادیث موجود ہیں، سنن ابن ماجہ میں طب کے بارے میں 46 ابواب پر مشتمل 113 احادیث موجود ہیں، سنن ابی داؤد میں کتاب الطب کے ضمن میں 24 ابواب ہیں جن میں تقریبا 70 احادیث مروی ہیں، سنن ترمذی کے کتاب الطب میں 35 ابواب اور 53 احادیث مذکور ہیں

[59]مجموع الفتاوی، ج:18، ص:12،: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني (المتوفى: 728هـ) ، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية، 1995ء

[60]الشرح الممتع على زاد المستقنع، ج:5، ص:233، محمد بن، صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421هـ)، دار ابن الجوزي، 1428هـ۔

[61] Resolutions And Recommendations Of The Council Of The Islamic Fiqh Academy 1985-2000، Page 139, Islamic Research And Training Institute Islamic Development Bank Jeddah – Kingdom of Saudi Arabia, First Edition 1421H (2000)

62 تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق للزيلعي، ج:6، ص:32، عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الزيلعي الحنفي (التوفی: 743ھ)، المطبعة الكبرى الأميرية - بولاق، قاهرة، 1313ھ-

63 كتاب الكافي في فقه أهل المدينة، ج:2ص:1142، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (التوفی: 463ھ)، مكتبة الرياض الحديثة، الرياض، المملكة العربية السعودية، 1980ء

64 الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، ج:13، ص:426، حديث 6061، كتاب الطب، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (التوفی:354ھ) ، مؤسسة الرسالة، بيروت ، 1408 ھ - 1988، وأخرجه أحمد، ج:4ص:278، وأبوداود حديث 3855، والنسائي في الكبرى 5875، والترمذي 2038، والبيهقي في السنن ج:9، ص:343، إسناده، صحيح، وصححه الترمذي وابن حبان۔ علامہ ناصر الدين البانیؒ کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، سنن ابن ماجہ، ج:2، ص:1137، ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (التوفی: 273ھ)، دار احياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي

65 معالم السنن، ج:4، ص:217، كتاب الطب، من كتاب الكي، أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب البستي المعروف بالخطابي (التوفی: 388ھ) ، المطبعة العلمية - حلب، 1932ء

66 موطأ الإمام مالك، ج:2، ص:943 كتاب العين، باب تعالج: المريض، مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (التوفی:179ھ) دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان، 1985 ء، وأشار إلى، صحة معناه عن النبي، صلى الله عليه وسلم ابن عبد البر في التمهيد 5ج: ص264۔ جامع الاصول میں اس حدیث کے بارے میں لکھا گیا ہے "إسناده ضعيف"، جامع الأصول في أحاديث الرسول، ج:7ص:514، مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري ابن الأثير (التوفی:606ھ)، مكتبة الحلواني - مطبعة الملاح - مكتبة دار البيان

67 التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، ج:5، ص:264، تابع لحرف الزاء، زيد بن اسلم، الحديث 45، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (علامہ ابن عبد البر) (التوفی: 463ھ) ، وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية، المغرب، 1387ھ-

68 صحيح بخاري، ج:7، ص:125، حديث:5696، كتاب الطب، باب الحجامة من الداء، صحيح مسلم، ج:3، ص:1204، حديث 1577 كتاب المساقاة، باب حل اجرة الحجامة۔ علامہ ناصر الدین البانیؒ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، سنن ترمذی، ج:3، ص:56

69 صحيح بخاري، ج:7، ص:122 حديث:5678۔ مسند احمد میں لکھا گیا ہے "صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن، وروي مرفوعاً وموقوفاً، ورفعه صحيح"، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج:6، ص:50

70 صحيح مسلم ج:4، ص:1729، حديث:2204۔ صحيح -- إسناده على شرط مسلم، صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، ج:13، ص:428، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (التوفی :354ھ)، مؤسسة الرسالة - بيروت، 1414 - 1993

71 المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، ج:14، ص:191، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (التوفی :676ھ)، دار احياء التراث العربي- بيروت، 1392ھ

72 شرح النووي على صحيح مسلم، ج:14،، ص:191

73 الإنصاف مع الشرح الكبير، ج:6، ص:1415، 10ه

74 زاد المعاد في هدي خير العباد، ج:4،، ص:15،: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751هـ)، مؤسسة الرسالة، بيروت -مكتبة المنار الإسلامية، الكويت، 1994ء

75 زاد المعاد، ج:4،، ص:14

76 مجموع الفتاوى، ج:24،، ص269، كتاب الجنائز، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني (المتوفى: 728هـ)، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية، 1995م، الآداب الشرعية لابن مفلح، ج:2، ص:335،

77 سنن الترمذي، ج:4، ص:383، ابواب الطب، باب ماجاء في الدواء والحث عليه، حديث:2038۔ علامہ ناصر الدین البانیؒ کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، سنن ابن ماجہ، ج:2، ص:1137، ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ)، دار احياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي

78 سنن أبي داود، ج:4، ص:7 حديث:3874، كتاب الطب باب في الادوية المكروهة، أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ)، المكتبة العصرية، صيدا - بيروت أبو داود برقم (3874)، معجم الكبير طبراني ج:24، ص:254، حديث:694، سنن كبرى البيهقي، ج:10، ص:9۔ علامہ ناصر الدین البانیؒ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث ضعیف ہے، المسند الموضوعي الجامع للكتب العشرة، ج:19، ص:240

79 صحیح بخاری، ج:7، ص:116، حدیث نمبر:5652، صحیح مسلم، ج:4، ص:1994، حدیث:2576۔ مسند احمد میں درج ہے "إسناده صحيح على شرط الشيخين"، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج:5، ص:292، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ)، مؤسسة الرسالة، 1421هـ - 2001 م

80 فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج:10، ص:115، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي، دار المعرفة - بيروت، 1379

81 مجموع الفتاوى، ج:24، ص:269، كتاب الجنائز

82 كشاف القناع عن متن الإقناع، ج:2، ص:269، منصور بن يونس بن صلاح الدين ابن حسن بن إدريس البهوتى الحنبلى (المتوفى: 1051هـ)، دار الكتب العلمية، مجموع الفتاوى، ج:24، ص:269،

83 مجموع الفتاوى، ج:21، ص:564.

84 صحیح بخاری، ج:7، ص:126، حدیث نمبر5705، صحیح مسلم، ج:1 ص:198 حدیث218۔ علامہ ناصر الدین البانیؒ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، سنن ترمذی، ج:4، ص:631

85 شرح النووي على صحيح مسلم، ج:14، ص:168

86 صحیح مسلم، ج:4، ص:1994، حدیث:2576۔ مسند احمد میں درج ہے "إسناده صحيح على شرط الشيخين"، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج:5، ص:292، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ)، مؤسسة الرسالة، 1421هـ - 2001 م

[87] نيل الأوطار، ج:8، ص:233، محمد بن علي بن محمد بن عبدالله الشوكاني اليمني (المتوفى:1250ھ)، دار الحديث، مصر، 1413ھ - 1993

[88] حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ج:1،، ص:34، أبو نعيم أحمد بن عبدالله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى:430ھ)، السعادة - بجوار محافظة مصر، 1974ء

[89] حلية الأولياء، ج:4ص133

[90] فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى، ج:25،، ص:43، اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء الإدارة العامة للطبع - الرياض